مقالہ نمبر ۲۱

حضرت تھانوی رحمہ اللہ

بحیثیت محدّث

حضرت علامہ مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی

حکیم الامت مجدد الملت مولانا محمد اشرف علی صاحب محدث تھانوی نور اللہ مرقدہ

○

وہ حکیمِ امتِ مصطفیٰ وہ مجددِ طرقِ ہدیٰ

وہ جو بانٹتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے

شرف علی مہ ارتقا شمس المعارف والتقی، جو عمل سے اپنے نمونۂ عمل صحابہ دکھا گئے۔

اسلامیانِ ہند کی یہ بزرگ ہستی ابھی چار مہینے پہلے ہماری نظروں کے سامنے تھی، اور ہمیں فخر تھا کہ اگر کوئی ہم سے یہ پوچھتا کہ اس وقت مسلمانوں میں سلف کا نمونہ کون ہے؟ تو ہم یہ کہہ سکتے تھے۔ مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا نے ایک قدم بھی خلاف شریعت نہیں اُٹھایا، آپ نے صرف اللہ پر نظر رکھ کر کام کیا، کسی والیۂ ریاست یا سلطان ولایت پر کسی وقت نظر نہیں کی، آپ کی آٹھ سو سے زائد کتابوں اور ہزارہا خطوط میں جو مردوں کے نام بھی ہیں اور عورتوں کے بھی، کوئی بات ایسی نہیں پیش کی جاسکتی جس کو پڑھتے ہوئے تہذیب کے چہرہ پر جھینپ کے آثار نمودار ہوں[1]،

---

[1] مسائل مخصوصۂ زنان اور مسائلِ طبیہ کو رہنے دیجئے کہ وہ عورتوں کے مطالعہ کے لئے ہیں، درس و تدریس کے لئے نہیں ہیں، اور ان کی ضرورت سے کسی طرح انکار نہیں ہوسکتا، پھر وہ مولانا کی تصنیف نہیں ہیں، بلکہ ان کے شاگردوں کے قلم سے نکلے ہوئے ہیں،

مولانا ابتدائے عمر ہی سے جب کہ اٹھارہ سال کی عمر تھی، مصنف تھے، اور آخر عمر تک مصنف رہے، ایسا مصنف جس نے تقریباً ہر علم میں تصنیف کی ہو، اور اتنی کثیر مقدار میں کتابیں لکھی ہوں، امام سیوطی کے بعد مولانا کے سوا نہیں دیکھا گیا، وعظ اور خوش بیانی میں تو بے نظیر تھے ہی کہ جس جلسہ میں تقریر کو کھڑے ہوتے پھر کسی کی تقریر سامعین کو پسند نہ آتی تھی، مولانا نے اپنی تصانیف سے دنیوی نفع کبھی حاصل نہیں کیا، نہ کسی کتاب کا حق تصنیف کسی سے لیا، تمام کتابیں اللہ کے لئے اور اصلاح امت کے لئے لکھیں اور ہر شخص کو چھاپنے کی اجازت دیدی،

میں اس وقت صرف آپ کی خدمتِ حدیث پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں، کیونکہ عام طور پر مسلمان آپ کو ایک صوفی عالم، مفسّر، فقیہ و واعظ کی حیثیت ہی سے پہچانتے ہیں، حالانکہ خدمتِ حدیث بھی اس زمانہ میں آپ کا عظیم الشان کارنامہ ہے، جو آپ کے تاجِ مجددیت کا درخشاں گوہر ہے، آپ نے علم حدیث کی باقاعدہ سند ملا محمود دیوبندی اور مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی، اور مولانا محمود الحسن صاحب شیخ الہند سے حاصل کی، ملا محمود صاحب اور مولانا محمد یعقوب صاحب نے شاہ عبد الغنی صاحب سے حدیث پڑھی، اور مولانا محمود حسن صاحب نے مولانا محمد قاسم صاحب سے،

حضرت حکیم الامت کو قاری عبد الرحمٰن صاحب محدث پانی پتی سے بھی سند حدیث حاصل ہے، اور مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب سے بھی بعض کتب حدیث پڑھ کر سند حاصل کی ہے، پندرہ برس تک مدرسہ جامع العلوم کانپور میں باقاعدہ حدیث کا درس دیا، اور آپ کے شاگردوں میں بکثرت محدث پیدا ہوئے، جن میں مولانا محمد اسحاق صاحب بردوانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام سب سے زیادہ روشن ہے،

حضرت مولانا حکیم الامت نے ۱۳۱۵ھ میں توکلاً علی اللہ خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون میں قیام فرمایا، اس وقت سے باقاعدہ درسِ حدیث کا سلسلہ ملتوی ہوگیا، اور ہمہ تن تزکیہ و تربیتِ قلوب و اصلاحِ اُمت میں مشغول ہوگئے، مگر علماء اس مدت میں بھی آپ سے حدیث کی سند حاصل کرتے رہے، علامہ محقق محمد زاہد کوثری مصری نے جو مصر کے اجلۂ علماء محققین و مصنفین سے ہیں، بذریعہ خط کے حضرت سے حدیث کی سند حاصل کی، اسانید حدیث میں مولانا کا رسالہ السبعۃ السیارہ طبع ہوچکا ہے، ترمذی پر آپ کا حاشیہ الثواب الحلی بھی طبع ہوچکا ہے، دوسرا حاشیہ المسلک کی بصورت مسودہ مکمل ہے، ایک چہل حدیث بھی طبع ہوچکی ہے۔ جس میں شریف سے چالیس حدیثیں نسخہ ہمام کی جمع کی گئی ہیں، جن کو معمر، ہمام بن منبہ سے وہ ابوہریرہ سے اور ابوہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، سب حدیثوں کی سند ایک ہی ہے۔ مولانا کے مواعظ و رسائل میں میرے اندازے میں پانچ ہزار حدیثوں سے کم نہیں جن کی شرح کرکے امت کو تبلیغ کی گئی ہے،

۱۳۳۰ھ میں آپ کو دلائلِ حدیثیہ للحنفیہ کے جمع کرنے کا خیال پیدا ہوا، تو جامع الآثار اور تابع الآثار دو رسالے تصنیف فرمائے ہیں ابواب الصلوٰۃ تک وہ حدیثیں جمع کی گئیں جو حنفیہ کی دلیل ہیں، پھر تمام ابواب کے دلائل کو دستیاب کرنا چاہا، اور احیاء السنن کے نام سے ضخیم کتاب ابواب الحج تک تالیف فرمائی مگر جس عالم کو اس پر نظرِ ثانی کے لئے متعین کیا گیا تھا، اُس نے اپنی رائے سے اس میں اس قدر ترمیم و تنسیخ کردی، کہ مولانا کی تصنیف باقی نہ رہی، بلکہ مستقل کتاب ہوگئی، اس لئے اس کی اشاعت ملتوی کردی گئی، اور حضرت کے منشاء کے موافق دوبارہ اس مہم

کام کو انجام دیا گیا۔ پندرہ سال سے کچھ زیادہ مدت میں ابواب الصلوٰۃ سے ابواب المیراث تک جملہ ابواب فقہیہ کے دلائل احکام، حدیث سے جمع کر دیئے گئے،

یہ کتاب جس کا نام اعلاء السنن ہے، بیس جلدوں میں تمام ہوئی ہے، ابتدا کی آٹھ جلدیں حرفاً حرفاً حضرت حکیم الامۃ کی نظر سے گذر چکی ہیں، بقیہ جلدوں میں مشکل اور مہم مقامات حضرت کے سامنے پیش کئے گئے ہیں، حضرت حکیم الامۃ کو اس کتاب کی تکمیل سے جس قدر مسرت ہوئی ہے، اس کو لفظوں سے بیان نہیں کیا جا سکتا، فرماتے تھے، کہ اگر خانقاہ امدادیہ میں اعلاء السنن کے سوا اور کوئی کتاب بھی تصنیف نہ ہوتی، تو یہی کارنامہ اس کا اتنا عظیم الشان ہے، کہ اس کی نظیر نہیں مل سکتی، اس میں صرف حنفیہ ہی کے دلائل حدیثیہ نہیں بلکہ متن کتاب میں احادیث مؤیدۂ حنفیہ ہیں، اور حواشی میں بڑی تحقیق اور تفتیش سے جملہ احادیث احکام کے استیعاب کی کوشش کی گئی ہے، پھر غایت انصاف کے ساتھ محدثانہ و فقیہانہ اصول سے جملہ احادیث پر کلام کیا گیا ہے، کوشش کی گئی ہے کہ ہر مسئلہ مختلف فیہا میں حنفیہ کے سب اقوال کو تلاش کیا جائے، پھر جو قول حدیث کے موافق ہوا، اسی کو مذہب حنفی قرار دیا گیا، تحقیق کامل کے بعد پورے وثوق سے کہا جاتا ہے کہ جس مسئلہ میں حنفیہ کا ایک قول حدیث کے خلاف ہوگا، تو دوسرا قول حدیث کے موافق ضرور ہوگا، یا کوئی حدیث یا آثار صحابہ ان کے قول کی تائید میں ہوں گے۔ آپ کو

لہ قدر اللہ اتمامہ واکمالہ علی ید ھٰذا العبد الغریق فی الآثام اقل الانام ظفر احمد العثمانی التھانوی ولیس لی فیہ غیر الرسو والاسو و الشیخ نور اللہ مرقدہ ھو الروح فی ھذا الجسو،

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند　　　آنچہ استاد ازل گفت ہمان می گویم

حیرت ہوگی کہ مسئلہ مصراۃ میں بھی امام ابوحنیفہ کا ایک قول حدیث صحیح کے بالکل موافق ہے، جس کو علامہ ابن حزم نے محلی میں روایت کیا ہے، اعلاء السنن میں تقلید جامد سے کام نہیں لیا گیا، بلکہ تحقیق فی التقلید سے کام لیا گیا ہے، جس مسئلہ میں حنفیہ کی دلیل کمزور تھی، وہاں صاف طور سے ضعف دلیل کا اعتراف کیا گیا، یہ دوسرے مذاہب کی قوت کو تسلیم کیا گیا ہے،

جن حضرات کو مذہب حنفی پر مخالفت حدیث کا اعتراض ہے وہ انصاف سے کام نہیں لیتے، جس مذہب میں مرسل و منقطع بھی حجت ہے، اور راوی مستور الحال کو قبول کیا گیا ہے، قول صحابی کو بھی قیاس سے مقدم مانا گیا ہے اس سے زیادہ حدیث پر عمل کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟ بات یہ ہے کہ خبر واحد کی تصحیح و تضعیف میں جس طرح باہم محدثین میں اصولی اختلاف ہے، اسی طرح حنفیہ کو بھی بعض مقامات میں محدثین سے اصولی اختلاف ہے، مثلاً حنفیہ کے نزدیک صحت خبر واحد کے لئے یہ بھی ضروری شرط ہے، کہ وہ اصول مشہورہ کے خلاف نہ ہو، اور یہ اصول قیاسی نہیں بلکہ نصوص قرآنی اور احادیث مشہورہ سے ماخوذ ہیں، بعض علمائے عصر نے حنفیہ کے کلام میں موافقت اصول کی شرط دیکھ کر جو یہ دعویٰ کیا ہے، کہ حنفیہ روایت پر درایت کو مقدم کرتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے، حنفیہ کے نزدیک تو حدیث ضعیف اور مرسل بھی قیاس سے مقدم ہے، وہ درایت کو روایت پر مقدم کیسے کر سکتے ہیں؟ حنفیہ کی مراد موافقت اصول سے اُن اصول کی موافقت ہے، جو نصوص قرآنیہ اور سنت مشہورہ سے ماخوذ اور امت کے نزدیک مسلّم ہیں، یہ اور بات ہے کہ یہ اصول درایت و قیاس کے موافق بھی ہیں، مگر قیاس سے ماخوذ نہیں، (ملاحظہ ہو ملفوظات عزیزیہ ص ۱۱۵، ۱۱۶ طبع مجتبائی

میرٹھ) اس قاعدہ کی بنا پر حنفیہ بعض دفعہ ضعیف حدیث کو صحیح حدیث پر مقدم کر دیتے ہیں، کیونکہ ضعیف موافق اصول ہے، اور صحیح خلاف اصول، مگر وہ کسی حدیث کو رد نہیں کرتے، بلکہ حدیث مرجوح کا بھی اچھا محمل بیان کر دیتے ہیں، جس کی تائید حدیث کے تمام طرق کو جمع کرنے سے بخوبی واضح ہو جاتی ہے، اسی طرح حنفیہ کے نزدیک آثار واقوال صحابہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد سمجھنے میں بڑا دخل ہے، وہ ہر خبر واحد کو آثار صحابہ کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ ایک اجمالی اشارہ ہے جس کی تفصیل کے لئے اعلاء السنن کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

اس کتاب کا مقدمہ بھی مستقل کتاب کی صورت میں الگ چھپ چکا ہے جس میں حنفیہ کے اصولِ حدیث جمع کئے گئے ہیں، اور ثابت کیا گیا ہے، کہ جن اصول میں حنفیہ عام محدثین سے متفرد ہیں، ان میں بھی محدثین ان کے موافق ہیں، پھر مقدمہ فتح الباری کی ایک طویل فصل کا خلاصہ لکھ کر ثابت کیا گیا ہے، کہ امام بخاری جیسا محدث بھی بعض دفعہ حنفیہ کے اصول پر چلنے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے، پس جب تک حنفیہ کے اصولِ حدیث سے پوری واقفیت حاصل نہ ہو جائے، اس وقت تک ان کی کسی دلیل کو کسی محدّث کے ضعیف کہنے سے ضعیف نہیں کہا جا سکتا،

الحمدللہ اس کتاب کی تکمیل سے حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کی وہ بات پوری ہوگئی، جس کو انہوں نے فیوض الحرمین میں کبریت احمر واکسیر اعظم بتلایا ہے،

قال عرفنی رسول اللہ صلی اللہ	فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ان فی المذہب	علیہ وسلم نے بتلایا ہے کہ مذہب
الحنفی طریقۃ انیقۃ ھی اوفق	حنفی میں ایک طریقہ بڑا عمدہ ہے،

الطرق بالسنة المعروفة	جو اس طریق سنت کے بہت زیادہ
التي جمعت ونقحت في	موافق ہے، جو بخاری اوران کے اصحاب
زمان البخاري واصحابه	کے زمانہ میں مدون اور منقح ہو چکا
وذٰلك ان يوخذ من	ہے وہ یہ کہ (ائمہ) ثلاثہ (ابوحنیفہ و
اقوال الثلاثة قول اقربهم	ابویوسف ومحمد رحمہم اللہ) کے اقوال میں
بها في المسئلة ثم	سے اس قول کو لیا جائے، جو اس مسئلہ
بعد ذٰلك يتبع اختيارات	میں سب سے زیادہ حدیث کے قریب
الفقهاء الحنفيين الذين	ہو، پھران فقہائے حنفیہ کے جو محدثین
كانوا من اهل الحديث	میں سے تھے اختیارات کا تتبع کیا
فرب شيئ سكت عنه الثلاثة	جائے، کیونکہ بعض مسائل ایسے بھی ہیں
في الاصول وما تعرضوا	جن سے ائمہ ثلاثہ نے ظاہر روایت میں
لنفيه ودلت الاحاديث	سکوت کیا ہے، اوران کی نفی سے تعرض
عليه فليس بد من اثباته	نہیں کیا، اوراحادیث ان پر دلالت
والكل مذهب حنفي، اه	کررہی ہیں، توان کو ثابت ماننا ضروری
	ہے، اور یہ سب مذہب حنفی ہوگا،
	(مذہب سے خارج نہ ہوگا)۔

آگے چل کر ارشاد فرماتے ہیں :-

وهٰذه الطريقة ان اتمها الله	(شاہ صاحب فرماتے ہیں) کہ اگر
تعالیٰ واكملها فهي الكبريت الاحمر	اللہ تعالیٰ اس طریقہ کو پورا کردیں تو وہ

والاکسیر الاعظم — کبریت احمر اور اکسیر اعظم ہوگا،

الحمدللہ یہ طریقہ کبریت احمر و اکسیر اعظم شاہ ولی اللہ صاحب ہی کے سلسلہ میں حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی نور اللہ مرقدہ کے دورِ تجدید میں پورا ہوگیا، کیونکہ اعلاء السنن میں یہی کیا گیا ہے، کہ ائمہ ثلاثہ اور علماء حنفیہ کے اقوال کا پورا تتبع کر کے جو قول حدیث کے زیادہ موافق ملا، اسی کو مذہب قرار دیا گیا،

اس وقت تک اس کتاب کی گیارہ جلدیں طبع ہو چکی ہیں، نو جلدیں بصورت مسودہ رکھی ہوئی ہیں، جن میں سے تین کی کاپی ہو چکی ہے، کاغذ کی گرانی کی وجہ سے طباعت میں تاخیر ہو رہی ہے[1]، حضرت حکیم الامت کی جماعت کا خصوصاً اور تمام مسلمانوں کا عموماً فرض ہے کہ اس کتاب کی تکمیلِ طباعت میں پوری کوشش کریں، علامہ محمد زاہد کوثری مصری نے اس کی دس جلدوں پر نظر فرما کر اپنی طرف سے مفصل تقریظ جریدۃ الاسلام مصر میں شائع فرمائی ہے، جس کو دیکھ کر اندازہ ہو سکتا ہے کہ بیرونِ ہند کے علماء نے اس کتاب کو کس وقعت کی نظر سے دیکھا ہے، ان کی تقریظ کے آخری چند جملے یہ ہیں، فرماتے ہیں،

والحق یقال انی دُھشت من ھٰذا	حق بات کہنا پڑتی ہے میں تو اس طرح
الجمع وھٰذا الاستقصاء ومن	حدیثوں کے جمع کرنے تلاش کرنے
ھٰذا الاستیفاء البالغ فی الکلام	اور پوری طرح ہر حدیث کے متن و سند
علی کل حدیث بما تقتضی بہ	پر فنِ حدیث کے موافق مفصل کلام
الصناعۃ متنا وسندا من غیرا	کرنے سے حیرت میں رہ گیا، پھر خوبی
یبدو علیہ آثار التکلف	یہ ہے کہ اپنے مذہب کی تائید میں تکلف
فی تائید مذھبہ بل الانصاف	کے آثار کا نام و نشان نہیں بلکہ جملہ اہل

[1] بفضلہ تعالیٰ یہ کتاب عربی ٹائپ میں شائع ہو گئی ہے۔

وائدہ عند الکلام علی	مذاہب کی رایوں پر انصاف کو امام
آراء اہل المذاہب فاغتبطت	بنا کر کلام کیا گیا ہے، مجھے اس کتاب
بہ غایۃ الاغتباط وہذا	سے بے انتہا خوشی ہوئی، ہمت مردانہ
تکون ہمۃ الرجال و	اسے ہی کہتے ہیں اور بہادروں کا
مبر الابطال اطال اللہ بقائہ	استقلال ایسا ہی ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ
فی خیر وعافیۃ ووفقہ	مولف کو خیر وعافیت کے ساتھ
لتالیف امثالہ من المؤلفات	تا دیر سلامت رکھے اور اس جیسی اور
النافعۃ ،	نافع تالیفات کی توفیق دے (آمین)

حضرت حکیم الامۃ نے ایک طرف مذہب حنفی کو احادیث کی روشنی میں منقح فرمایا اور دوسری طرف مسائل سلوک وتصوف کو قرآن کی آیات کثیرہ سے مجتہدانہ شان کے ساتھ مدون فرمایا، جس کا نام مسائل السلوک ہے پھر احادیث تصوف کو کتاب التعرف باحادیث التصوف میں جمع فرمایا اور دنیا کو بتلادیا کہ صحیح اسلامی تصوّف صرف قرآن وحدیث سے ماخوذ ہے، اس کا کوئی مسئلہ بھی کسی غیر اسلامی ماخذ سے لیا ہوا نہیں، التعرف سے پہلے احادیث تصوف میں مستقل کتاب سننے میں نہیں آئی، الحمد للہ اس کتاب نے صحیح اسلامی تصوف سے مسلمانوں کو روشناس کردیا ہے، ضرورت ہے کہ حکیم الامۃؒ کی جماعت میں کوئی صاحب ہمت اس موضوع کی تکمیل کے لئے قدم آگے بڑھائیں کیونکہ التعرف میں ہنوز جملہ احادیث تصوف کا استیعاب نہیں ہوا۔